پندرہ روزہ

الہلال

ٹورانٹو ۔ کنیڈا

قیمت ۵۰ سینٹ

جلد ۱۲
شمارہ ۱۶

بیرونِ وطن پاکستانیوں کا ترجمان ۔ شمالی امریکہ میں اردو کا سب سے پہلا اور کثیر الاشاعت اخبار

۲۲ محرم ۱۴۰۳
۱۰ نومبر ۱۹۸۲

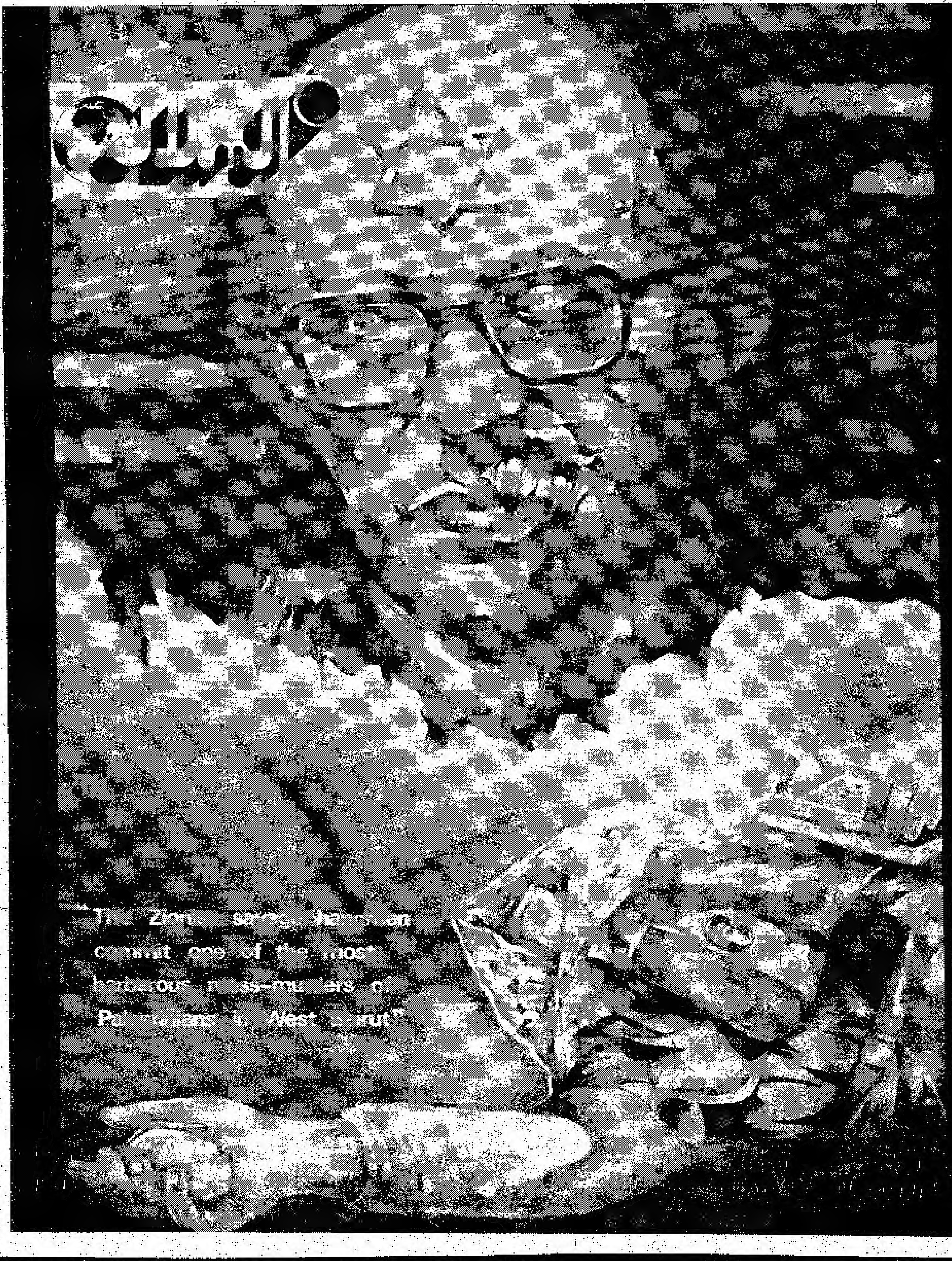

عوام کی گھٹن اور مایوسی کسی وقت بھی خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے

۱۹۷۱ء میں حقوق کی پامالی کی وجہ سے تخریب کاری ہوئی اور مشرقی پاکستان الگ ہوا

تحریر: ایم بی سکندر

وطن سے دور تذبذب میں سیاسی اور نیم سیاسی سرگرمیاں زوروں پر ہیں۔ گول میز کانفرنس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مجلس شوریٰ بھی مصروف عمل تھی۔ کالعدم سیاسی پارٹیوں کے لیڈر بیانات جاری کر رہے ہیں اور انٹرویو دے رہے ہیں۔ صدر صاحب طویل غیر ملکی دوروں پر رہے ہیں۔ صدر کے یہ غیر ملکی دورے اس بات کے غماز ہیں کہ ملک کی اندرونی اور بیرونی محاذوں کے بارے میں وہ بالکل مطمئن ہیں۔ یہ اس بات کی بھی علامت ہے کہ وہ ملکی معاملات کے بارے میں بالکل پُراعتماد ہیں اور انہیں اندرونی یا بیرونی طور پر کسی بھی قسم کا خطرہ نہیں۔ دراصل

جب ایک انسان خود کو خدا کا فرستادہ سمجھ لے تو وہ اپنے ہر فعل کے لئے جواز ڈھونڈ لیتا ہے۔ ملک کی اندرونی حالت یہ ہے کہ آئین معطل ہے۔ سیاسی حقوق کالعدم ہیں۔ عدلیہ اپنے بعض فرائض ادا کرنے کے اختیار سے محروم ہے۔ سیاسی سرگرمیاں ممنوع ہیں اور ابھی تک کسی کو معلوم نہیں کہ مارشل لاء ابھی اور کتنی مدت تک رہے گا اور متوقع سیاسی نظام کے کیا خدوخال ہوں گے۔ جرائم میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور رشوت، مہنگائی، سفارش کی بھرمار ہے۔ اگر یہ سب کچھ انعامات میں شامل ہے اور ہمارے اعمال کا نتیجہ نہیں تو پھر انہیں منظور کئے بنا چارہ نہیں اور ان کا خاطر خواہ تدارک ممکن ہے۔ بیرونی مسائل میں قضیہ افغانستان کے علاوہ بھارت سے عدم جارحیت کا معاملہ ابھی تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ افغانستان کا قضیہ کونسی صورتحال اختیار کرے گا۔ اس پر تفصیل سے گفتگو کی ضرورت ہے لیکن عدم جارحیت کے معاہدہ کی بیل منڈھے چڑھتے نظر نہیں آتی۔ اقوام متحدہ کی تیسری کمیٹی میں کشمیر کے سوال پر ایک بار پھر ویسی ہی صورت حالات پیدا ہو گئی ہے جیسی اسی سال جنیوا میں آغا ہلالی صاحب کے بیان سے پیدا ہوئی تھی۔ تیسری کمیٹی میں پاکستانی مندوب نے جس طرح کشمیر اور کشمیری عوام کے حق خود ارادیت کا ذکر کیا ہے اس کا بھارت یقیناً حسب سابق برا منائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنی عادت کے مطابق زخمی سوال کر کے پارلیمنٹ میں ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے تاکہ پاکستان کے دل میں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔ ایف ۱۶ کا ایک طیارہ ابھی امریکہ میں ہی ہے اور بھارت نے یوں آسمان سر پر اٹھا لیا ہے جیسے اس طیارے نے بھارت پر بمباری بھی کر دی ہو۔ ان حالات میں عدم جارحیت تو ایک طرف دوستی اور تعاون کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے پاکستان کی مشرقی سرحد پر اس وقت کشیدگی پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ موجود ہے۔ لیکن اس ڈائری کا اصل موضوع تخریب کاری کے واقعات اور ان کا انسداد ہے جس نے حکومت کی نظروں میں اتنی اہمیت حاصل کر لی ہے کہ صدر مملکت نے اس کے ڈانڈے عالمی تخریب کاری سے جا ملائے ہیں اور لبنان کے قتل عام اور ظہور الحسن بھوپالی کے قتل کو ایک ہی سطح پر لے آئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام دشمن عالمی طاقتیں کسی بھی اسلامی ملک اور خاص طور پر پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتیں۔ ایک وزیر صاحب نے تو کہا کہ یہ طاقتیں پاکستان کی موجودہ حکومت کو ہی نہیں بدلنا چاہتیں بلکہ یہاں پاکستان کی دینی اساس کو ختم کر کے یہاں غیر ملکی نظام نافذ کرنا چاہتی ہیں۔ ظاہر ہے ان کا اشارہ روس کی طرف ہے۔ پاکستان میں اس وقت تک تخریب کاری کے جتنے واقعات ہوئے ہیں ان میں جناب چوہدری ظہور الٰہی کا بہیمانہ قتل بھی ایک اہم واقعہ ہے جسے انتقامی کارروائی تسلیم کر لیا گیا ہے۔ بھوپالی مرحوم کے قتل کی وجوہات ابھی تک معلوم ہی نہیں کی جا سکیں۔ خواجہ صفدر کے مکان پر حملہ کرنے والے تو اتنے بے خبر تھے کہ انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ ان کا مکان کونسا ہے اور پھر ان کا اس وقت پشاور چھوڑنا جب وہ گھر پر ہی نہیں تھے ایک معنی خیز بات ہے۔ دیگر واقعات کے بارے میں تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ تخریب کاری کا نتیجہ نہیں تھے۔ اس تخریب کاری کو اتنی اہمیت دینا کہ اس کے لئے دفعہ ۵۴ جیسی کڑی دفعات جاری کی جائیں ضرورت سے زیادہ احتیاط پسندی ہے۔ حکومت اس بات سے تو شاید بے خبر نہ ہوگی کہ اس سے عوام میں خوف و ہراس پھیلتا ہے اور بعض حضرات تو یہ تک کہتے ہیں کہ یہ محض اقتدار کو طول دینے کے حربے ہیں۔ اس سے تو کہیں زیادہ تخریب کاری ۱۹۵۶/۱۹۵۷ء میں ہوتی رہی ہے جس میں مشہور پاور گرڈ تباہ ہو گئے تھے۔ صوبہ سرحد میں آئے دن کے دھماکے عوام کو ابھی تک یاد ہوں گے۔ لیکن اس تخریب کاری کا انسداد عام ملکی قوانین کے تحت ہی کیا گیا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کے نظریاتی مخالف روز اول سے کابل میں ہی پناہ لیتے رہے ہیں۔ اس وقت تقریباً گیارہ ہزار پشتو بولنے والے افراد کو تخریب کاری کی تربیت دی گئی تھی ان میں سے تین ہزار خاص روسی تربیت یافتہ تھے۔ افغانستان کا رویہ پاکستان سے روز اول سے معاندانہ رہا ہے یہاں تک کہ ۱۹۵۵ء میں سفارتی تعلقات تک ختم ہو گئے تھے۔

لیکن آج کل حالات مختلف ہیں۔ آج افغانستان کے عوام روس کی حمایت سے پاکستان دشمنی پر اتر آیا ہے لیکن یہ افغانستان، روس بلکہ کسی دوسری طاقت کے لئے بھی ممکن نہیں کہ وہ پاکستان کی اساس بدل کر اس میں کوئی اور نظام بروئے کار لے آئے۔ یہ صرف حاکم بدہن بیرونی حملے کے ذریعے اور ملک پر قبضہ کر کے ہی ممکن ہو سکتا ہے اور بقول صدر مملکت روس نے انہیں یقین دلایا ہے کہ وہ پاکستان پر حملہ نہیں کرے گا۔ خود پاکستان کے وزیر خارجہ نے روس کے لچکدار رویہ کی تعریف کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ روس کو ان تخریبی کارروائیوں سے حاصل کیا ہوگا۔ کیا روس جیسی سپر پاور پاکستان سے خوف زدہ ہے یا اسے شک ہے کہ پاکستان طاقت کے ذریعہ قضیہ افغانستان کو حل کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ صدر صاحب نے اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ قضیہ افغانستان نے پاک روس تعلقات پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پاکستان کی سابق ۳۵ سالہ سیاسی تاریخ سیاست میں تشدد اور دیوانگی سے بھری پڑی ہے تو پھر آج ان معمولی واقعات پر اس قدر فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے کہ جرم کے ارتکاب سے قبل ہی صرف مشتبہ فرد کو بلکہ اس کے اردگرد کے سب آدمیوں کو بھی قابل گردن زدنی قرار دے دیا جائے۔ ملک میں گذشتہ پانچ سال ہوا اور تین سال تو افغانستان پر روس کے حملہ کو بھی ہو چکے ہیں۔ ملک میں تخریب کاری کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ اب جبکہ اقوام متحدہ میں قضیہ افغانستان کے سیاسی حل کے لئے مذاکرات شروع ہو چکے ہیں۔ ایسے واقعات کا کابل کی طرف سے کئے جانے کی دلیل کچھ منطقی معلوم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے یہ عوام کی مایوسی کا ردعمل ہے۔ سیاسی پارٹیاں کوئی بھی تحریک چلانے سے گریز کر رہی ہیں کیونکہ تحریک سے ملک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس لئے ان واقعات کو ان افراد کے انفرادی ردعمل کا نام دیا جا سکتا ہے جنہیں دور دور تک جمہوریت کی بحالی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

اگرچہ جناب صدر صاحب اور دیگر حکومتی اکابرین اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ موجودہ صورتحال سیاسی پابندیوں کا نتیجہ ہے۔ مشرقی پاکستان میں ۱۹۷۱ء میں تخریب کاری حقوق کی پامالی کی بنا پر ہوئی تھی جو علیحدگی پر ختم ہوئی۔ اس تخریب کاری اور مایوسی کی ایک اور وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ صدر صاحب مارشل لاء اور فوجی آمریت کو بھی اسلام کے عین مترادف قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر سربراہ کا عمل قرآن و سنت کے مطابق ہے تو پھر اسے کوئی چیلنج

کیا روسی درحقیقت پاکستان میں اسلام کی بنیاد مٹانا چاہتے ہیں؟

نہیں کر سکتا۔ چیز جو قابل تشویش ہے وہ یہ ہے کہ مارشل لاء کی حکومت ان ۵ سالوں میں یہ فیصلہ تک نہیں کر سکی کہ اسلامی نظام میں انتخابات یا سیاسی پارٹیوں کی گنجائش بھی ہے یا نہیں اور یہ کہ "مثبت نتائج" سے ان کی حتمی طور پر کیا مراد ہے۔ یہ چند حقائق ہیں جنہیں تخریب کاری کی وجوہات میں شامل کیا جا سکتا ہے باقی رہا ان کارروائیوں کا مطلب اسلامی نظام کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالنا، سو جب اسلامی نظام ہے ہی نہیں تو اس کے نفاذ میں رکاوٹ کیسے ڈالی جا سکتی ہے؟ ملک کے علماء اور دانشور طبقہ دو ٹوک الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں اس وقت جو کیا جا چکا ہے وہ محض خانہ پری ہے اور رسمی کارروائی ہے۔ اس لئے اس وقت انسدادی کارروائیوں سے زیادہ خامیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے یعنی ایک جمہوری معاشرے کے قیام کی کوششیں جن میں عوام خود کو کاروبار حکومت میں شریک سمجھیں۔

موجودہ حکومت اپنے اسلامی کردار پر بہت زور دیتی ہے لیکن اسلام کسی "مصلحت" پسندی کا سیاست میں روادار نہیں۔ بھارت کے مسلمانوں پر جو مظالم توڑے جا رہے ہیں ان کے خلاف پاکستان نے بھارت سے احتجاج کے ڈر سے آواز تک نہیں اٹھائی حالانکہ ان کی حمایت ہر پاکستانی حکومت کا فرض اولین ہے۔ ہم فلسطینیوں کے حق میں بلند آواز سے احتجاج کرتے ہیں حالانکہ فلسطین کا مسئلہ اسلامی مسئلہ نہیں اس میں عیسائی یہودی سب شامل ہیں اور جناب یاسر عرفات نے تو اچھے اور ہمدرد یہودیوں کی تعریف تک کی ہے حالانکہ ہمدردی چاہے وہ دنیا میں کہیں بھی ہو اسلام کا دشمن اور اسرائیلی ہے۔ پاکستان کے عوام کی یہ بے توجہی صریحاً خلاف اسلام ہے۔ اسلام کا اصول ہے کہ وہ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی ہر حال میں حمایت کرتا ہے اور اس بارے میں وہ "کسی ملک کے معاملات میں عدم مداخلت" کے کھوکھلے اصول کی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ ایسے مظالم کے خلاف اگر ہاتھ قادر نہیں تو کم از کم زبان سے تو احتجاج کیا جا سکتا ہے وصیت رسول۔ بھارت میں فسادات کے دوران مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے ہیں اس کے خلاف کسی بھی مسلم ملک نے آواز تک نہیں اٹھائی۔ عرب ممالک یہ قتل عام دیکھ رہے ہیں اور بھارت کو مالی فوائد سے مالا مال کر رہے ہیں۔ اسلامی وزراء خارجہ کے دو اجلاس حال ہی میں ہو چکے ہیں اور ان مظالم کے خلاف کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اس بارے میں سب سے زیادہ ذمہ داری پاکستان پر عائد ہوتی ہے کیونکہ لیاقت نہرو معاہدہ کے تحت وہ اس کا پابند ہے کہ اقلیتوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف آواز اٹھائے۔ یہ بھارت کے مسلمان ہی ہیں جن کے ووٹوں سے پاکستان بنا اور جن کی کوششوں سے ہم آج آرام اور سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پاکستان کی یہ خاموشی خلاف اسلام ہے اور کوئی بھی ایسی حکومت جو اسلامی نظام کے نفاذ کی داعی ہو اس خاموشی کو نہیں اپنا سکتی۔ عدم جارحیت کے معاہدہ کی پیشکش اس میں حائل نہیں ہو سکتی۔

ویسے اس عدم جارحیت کے معاہدے کے پروان چڑھنے کی کوئی امید بھی نہیں۔ بنگلہ دیش اور نیپال میں بھارت کا اثر و رسوخ بڑھ رہا ہے۔ چین سے بھی اس کی سابقہ تلخی میں کمی آگئی ہے اس لئے بھارت کا مد مقابل صرف پاکستان ہی رہ جاتا ہے جس سے اس کی نظریاتی کشمکش روز اول سے جاری ہے اور جاری رہے گی۔ پاکستان کے اس عدم احتجاج کو بھارت نے سراہا تک نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کی سلامتی اور اطمینان کی کوئی کوشش کی ہے اس لئے پاکستان کو بھارت کی اس کوتاہی پر ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ اگر حکومت بھارت سے یہ درخواست کر سکتی ہے کہ آئی ایس جوہر کا ڈرامہ "بھٹو" دہلی میں سٹیج نہ کیا جائے تو مسلمانوں کی سلامتی اور حفاظت کے لئے کچھ کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ کیا اس خون ناحق سے بھی اتنی ٹھیس نہیں پہنچتی جتنی ڈرامہ بھٹو کے سٹیج ہونے سے پہنچتی ہے۔

اسلام کی عالمگیر برادری کے تقاضے اتحاد، اتفاق اور ایک دوسرے سے مودت اور ہمدردی حسنات کی صف سے بڑی شق ہے۔ قرآن کریم میں اس چیز کو خدا کے ایک احسان کے طور پر بیان کیا گیا۔ قرآن کے وعدہ کے مطابق حسنات یعنی نیکیاں سیئات یعنی برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اگر عالم اسلام اس شق پر عمل پیرا ہو گیا تو ان کے چھوٹے چھوٹے قصور شاید معاف کر دئیے جائیں گے۔ ان کی موجودہ مشکلات کا سبب بھی یہی ہے کہ وہ اس خصوصیت سے بے بہرہ ہیں۔

OHIP
WORKS FOR YOU
EVEN IF YOU'RE NOT
WORKING.®

انٹاریو کے باشندوں کی اکثریت اوہپ کی ادائیگی کے سلسلے میں اپنی کمپنی کی مہیا کردہ سہولیات سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ لیکن اگر آپ بیروزگار ہیں یا گروپ پلان میں اپنے حصے کی ادائیگی سے معذور ہیں (چاہے عارضی طور پہ ہی سہی) تو آپ اوہپ کی سہولت سے بدستور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ آپ کو صرف "براہ راست تنخواہ سے ادائیگی" والی رقم کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ اور اگر آپ کے مالی حالات اتنی ادائیگی کے بھی متحمل نہیں تو آپ مکمل امداد کے بھی مستحق ہیں۔ بیروزگاری کے ایام میں اوہپ کی ادائیگی کو باقاعدہ رکھنے کے لئے اپنے قریبی اوہپ کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

ان دفاتر کی مکمل فہرست، آپ کی مقامی ٹیلیفون ڈائریکٹری میں حکومت کے نیلے رنگ کے صفحات میں موجود ہے۔

Ministry of Health
Ontario
Larry Grossman, Minister

پاکستان کو کسی بلاک کے ساتھ وابستہ نہیں ہونا چاہیئے

افغانستان کا مسئلہ ہم نے خواہ مخواہ گلے ڈال لیا ہے — ممتاز سیاستدان عبدالولی خان کا انٹرویو

احتساب کے لیئے بہترین طریق کار انتخاب ہے

موجودہ حکومت کسی آئینی اختیار کے بغیر ہر شعبۂ زندگی میں تبدیلیاں لا رہی ہے

سپریم کورٹ نے حکومت کو صرف انتخابات کرانے کا موقع دیا تھا

لندن ——— پاکستان کے بزرگ سیاستدان اور نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کے سابق سربراہ نے کہا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

باقی ۱۰ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

Newsmagazine of the Islamic movement

Crescent

INTERNATIONAL

From Marrakesh to Indonesia, Muslims have been parcelled out into nation-States; for many Muslims, the cages of nationalism have become more sacrosanct than their commitment to Islam.

The *Crescent International* has set out to serve the global Islamic movement.

Some of the topics covered in November 16-30, 1982 issue:

Zia embarks on fruitless pursuit of Security in basically hostile capitals • The ugly face of diplomacy • **Saudi** harassment of **hujjaj** was premeditated • The short life span of Arab nationalism draws to a close • Muslims in Washington reassert their Islamic identity

RATES: $17.00 for one year $30 for two years

To subscribe, write to:
Crescent International

338 Hollyberry Trail, Willowdale, Ontario, Canada M2H 2P6
Phone: (416) 424-1989 or 493-4374 Telex: 06-986766 Tor. Crescent

Please enter my subscription for the *Crescent International* for one/two year(s).

Name: ....

Address: ....

Date: .... Phone: ....

خان عبدالغفار خان کو گرفتار کر لیا گیا

تا حکم ثانی خٹک کے ریسٹ ہاؤس میں نظر بند کر دیا گیا

مسجد میں سیاست کی پابندی کو شرعی عدالت میں چیلنج کرنے کا فیصلہ

ایم آر ڈی (پنجاب) نے علماء اور وکلاء پر مشتمل ۱۲ رکنی پینل تشکیل دے دیا

پتوکی تھانے میں ۳ عورتوں کو برہنہ کر کے رات بھر نچایا گیا

کشمیری لیڈروں نے جیل میں بھوک ہڑتال کر دی

بھوک ہڑتال کرنے والوں میں چوہدری نور حسین، سردار سوار خان، سردار یوسف، اسحاق ظفر اور یوسف زرگر شامل ہیں

سالگرہ کے موقع پر سیاسی قیدیوں کی نظر بندی میں توسیع کر دی گئی

حکومت کے اقدام کے خلاف ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی گئی

جماعت اسلامی نے سیاستدانوں کی گول میز کانفرنس میں شرکت سے انکار کر دیا

بڑودہ میں ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان فسادات، چھ افراد ہلاک

شہر میں فوج اور پولیس گشت کر رہی ہے۔ تین سو افراد کو گرفتار کر لیا گیا

ہجوم کو منتشر کرنے کیلئے اشک آور گیس استعمال کی گئی، کرفیو نافذ کر دیا گیا

عراق و ایران کے درمیان گھمسان کی جنگ میں بھاری نقصان

عراقی فوج کی دو بٹالین کا صفایا کر دیا گیا، ۲۲ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر قبضہ کر لیا گیا

• حلال گوشت • حلال مرغیاں

اور تازہ ترین سبزیاں ہر روز حاصل کر سکتے ہیں

الفلاح

ALFLAH GROCER
2783 Dundas St. West
Toronto. Tel.762-1633

We announce the opening of our new store in at SCARBOROUGH
3258 Lawrance Ave. E.
One block East of McCowan
Tele: (416) 438-5224

تازہ حلال گوشت • تازہ حلال مرغیاں

ہر قسم کی اعلیٰ گروسری • تازہ سبزیاں

SPICE TOWN
2210 Dundas Street West
(Near Jami Mosque)
Phone: (416) 532-8267
(Free Delivery)

پندرہ روزہ
الہلال
ٹورنٹو کینیڈا

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

[illegible]

وکلاء کے ساتھ حکومت کا رویّہ

لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ اور بار کونسل ایکٹ میں ترامیم کے خلاف ملک گیر احتجاج ہو رہا ہے۔ لاہور میں حال ہی میں اس سلسلے میں وکلاء کا کل پاکستان احتجاجی کونشن ہوا جس کے جذبات کو ٹھنڈے دل سے سمجھنے کی بجائے حکومت نے چند سینئر وکلاء کو گرفتار کر لیا اور ان پر مارشل لاء کے تحت مقدمہ چلایا جا رہا ہے اور انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہائی کورٹ بار کے سابق صدر میاں شیر عالم سینئر ایڈوکیٹ کے بڑھاپے کے لوگوں کو ہتھکڑی پہنا کر فوجی عدالت میں پیش کیا گیا ہے اور یہ بات ہر شریف شہری کے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔

ملک میں سرکاری سطح پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ بالکل اسی انداز سے ہو رہا ہے جس طرح کی اوٹ پٹانگ حرکتیں ایوب خان کے دور کے اواخر میں ہوئی تھیں اور یا پھر جس قسم کے بے سروپا اقدامات پچھلے دورِ حکومت میں ہوتے تھے۔ ہم ان ہی کالموں میں یہ بات متعدد بار لکھ چکے ہیں کہ موجودہ فوجی حکومت کی نکیل نوکرشاہی کے ہاتھ میں ہے اور عوام سے اس حکومت کا سرے سے کوئی رابطہ موجود نہیں ہے۔ چنانچہ نوکرشاہی اپنے طرزِ عمل اور تجویز و تدبیر سے موجودہ حکومت کا جو حلیہ عوام کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے کر دیتی ہے اور حکومت بلا حیل و حجت نوکرشاہی کی صوابدید کے مطابق اپنا حلیہ بگاڑنے پر تیار ہے۔

چنانچہ جب حالت یہ ہو رہی ہے کہ نچلی سطح پر نوکرشاہی کے کل پرزے وہ سب کچھ کر رہے ہیں کہ جس سے عوام میں حکومت کی فوجی قیادت کے خلاف نفرت بڑھے اور اشتعال پیدا ہو اور اعلیٰ سطح پر نوکرشاہی کے ان اقدامات کی حمایت میں صدر کو تقریر کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے؟ اور صدر صاحب نوکرشاہی کے حلقے سے باہر کسی کی بات سنتے نہیں، وہ مشورے طلب نہیں اور نوکرشاہی کی استعمالی آنکھ کے سوا کسی دوسری آنکھ سے حالات کا بچشمِ خود مشاہدہ کرتے ہیں۔

حالات و واقعات کی جانچ پرکھ اور تجزیے کے لیے بھی سارا انحصار بیوروکریسی پر ہے۔ اپنا ذہن اور اپنی سوچ استعمال کریں تو معمولی نتائج تو وہ خود بھی اخذ کر سکتے ہیں۔ اب مثلاً وہ اپنی آزاد فکر کے ساتھ اگر اس واقعے پر غور کریں کہ لاہور کے انتہائی موقر اور ممتاز وکیل میاں شیر عالم کو ہتھکڑی لگا کر فوجی عدالت میں پیش کرنا کیا ہے؟

صدر صاحب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا میاں شیر عالم کا جرم تخریب کاری، قتل، ڈکیتی، چوری اور زنا کے ان مجرموں سے بھی زیادہ گیا گزرا اور سنگین تھا کہ جن کی تعزیر ... آئے دن ... پولیس ان کے چہرے پر چادر ڈال ... ہوئے ہاتھوں کے ساتھ عوام کے سامنے لاتی ہے۔ یہ کیسا اذیت ناک اور دردناک طرزِ عمل ہے کہ عزت و ناموس کی نگہبانی کا دعویٰ رکھنے والی حکومت سنگین مجرموں کے ہاتھ کھلے رکھ کر ان کے چہرے ڈھانپ دے اور شریف شہریوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال کر ان کے چہرے بے نقاب کر دے۔ اسی کو ظلم کہا جاتا ہے۔

بجائے اس کے صدر صاحب اس معاملے کی سنگینی کو محسوس کرتے انہوں نے اپنی حکومت کی اس قابلِ مذمت کارروائی کو نظر انداز کر کے وکلاء کے سلسلے میں سرکاری موقف کی وکالت میں کسی سیکریٹری کی لکھی ہوئی تقریر شوریٰ کے اجلاس میں پڑھ ڈالی اور کہا کہ دنیا کے کسی ملک میں وکلاء کی پیشہ ورانہ تنظیموں کو ملک کی سیاسی زندگی میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی جاتی اور اسی بنیاد پر انہوں نے وکلاء کی تنظیموں سے متعلق قانون میں حالیہ ترمیم کا دفاع کیا۔ اس سلسلے میں جناب ... فاروقی صاحب کا یہ کہنا درست ہے کہ صدر کا یہ بیان خود اپنے ملک کی تاریخ سے بے خبری کا ثبوت ہے۔ جن سیکریٹری صاحب نے بھی صدر صاحب کی یہ تقریر لکھی وہ آخر اس تقریر کے ذریعے اور اس بودے استدلال کے ذریعے صدر کا کیا تاثر رائے عامہ کو دینا چاہتے ہیں؟

سچی بات یہ ہے کہ پاکستان اور تحریکِ پاکستان کی تاریخ میں وکلاء کا کردار ناقابلِ فراموش ہے۔ انہوں نے ہمیشہ قانون کی حکمرانی اور جمہوریت کے لیے موثر کردار ادا کیا ہے۔ ملک کی سیاسی زندگی میں حصہ لینے کی وکلاء کو اجازت نہ ہوتی تو برطانوی عہد کے ایک ممتاز وکیل محمد علی جناح کا مقدر خالقِ پاکستان، بابائے ملت اور قائد اعظم ہو کیسے بنتا؟ پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں ملک کے وکلاء کا بڑا اہم حصہ رہا ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد بھی انہوں نے اسلامی آئین کی تدوین نیز آئین کے نفاذ کے بعد اس سے انحراف کے تمام مواقع پر اس کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کی۔ وکلاء کے اس کردار پر سیکریٹری کی لکھی اور صدر صاحب کی پڑھی ہوئی کوئی تقریر خطِ تنسیخ نہیں پھیر سکتی۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرو

الفرقان

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جو کچھ مال متاع ہم نے تم کو بخشا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو کفر کی روش اختیار کرتے ہیں۔ اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ (البقرہ ۲۵۴-۲۵۵)

تحریکِ اسلامی اور عالمی انقلاب

ڈاکٹر کلیم صدیقی

جدید تاریخ میں سب سے پہلی مرتبہ ...

[illegible]

زندہ تحریریں

محسنِ کتاب

جاہلیت کے زمانے میں میں نے بہت کچھ پڑھا ہے۔ قدیم و جدید فلسفہ، سائنس، معاشیات، سیاسیات وغیرہ پر اچھی خاصی ایک لائبریری دماغ میں اتار چکا ہوں مگر جب آنکھ کھول کر قرآن کو پڑھا تو بخدا یوں محسوس ہوا کہ جو کچھ پڑھا تھا سب ہیچ تھا۔ علم کی جڑ اب ہاتھ آئی ہے۔ کانٹ (KANT)، ہیگل (HEGEL)، نٹشے (NIETZSCHE)، مارکس (MARX) اور دنیا کے تمام بڑے بڑے مفکرین اب مجھے بچے نظر آتے ہیں۔ بیچاروں پر ترس آتا ہے کہ ساری عمر جن گتھیوں کو سلجھانے میں الجھے رہے اور جن مسائل پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر ڈالیں پھر بھی حل نہ کر سکے۔ ان کو اس کتاب نے ایک ایک دو دو فقروں میں حل کر کے رکھ دیا۔ میری اصل محسن یہی کتاب ہے۔ اس نے مجھے بدل کر رکھ دیا ہے۔ حیوان سے انسان بنا دیا ہے۔ تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئی ہے۔ ایسا چراغ میرے ہاتھ میں دے دیا کہ زندگی کے جس معاملے کی طرف نظر ڈالتا ہوں حقیقت اس طرح دکھائی دیتی ہے کہ گویا اس پر پردہ نہیں ہے۔ انگریزی میں اس کنجی کو (Master Key) "شاہ کلید" کہتے ہیں، جس سے ہر قفل کھل جائے۔ سو میرے لیے یہ قرآن "شاہ کلید" ہے۔ مسائلِ حیات کے جس قفل پر اسے لگاتا ہوں کھل جاتا ہے۔ جس خدا نے یہ کتاب بخشی ہے اس کا شکر ادا کرنے سے میری زبان عاجز ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

[illegible]

سُخن در سُخن

حامد بلوش کے قلم سے

نامون کا جھگڑا

تنقید اور مزاح میں انیس بیس کا فرق ہے

[illegible]

Keep your kids in their place.

بچوں کی حفاظت کا یہ بہتر طریقہ اب ایک باقاعدہ قانون بن چکا ہے۔
یکم نومبر یا اس کے بعد پیدا ہونے والے شیرخوار بچوں کی حفاظت
کے لئے لازم ہے کہ ان کے کیریئر کو پچھلے رخ پہ سیٹ بیلٹ سے باندھ کر سفر کریں۔
یہ بچے جو چلنے کی عمر یعنی ۹ سے ۱۸ کلوگرام وزن کے درمیان
ہوتے ہیں ان کی حفاظت کی خاطر ان کو بچوں کی باقاعدہ سیٹ میں
بٹھایا جائے۔ ۱۸ سے ۲۳ کلوگرام کے درمیان والے بچوں کو
آغوش والی بیلٹ کے ذریعے محفوظ رکھا جائے۔
۲۳ کلوگرام سے زیادہ وزن کے بچے مکمل سیٹ بیلٹ لازما
استعمال کریں۔

Buckle them in.

Ministry of Transportation and Communications

Ontario

James Snow, Minister
William Davis, Premier

ادب و ثقافت

اقبال اور نظریۂ حسن

تحریر: مسز مہہ جبین - وقار - ٹورانٹو

اس میں کوئی شک نہیں کہ اقبال ایک عظیم انسان ہونے کے ساتھ ایک عظیم شاعر بھی تھے۔ ان کا شمار بہت بلند پایہ شعراء میں ہوتا تھا۔ اقبال نے اپنی شاعری میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کی عکاسی کی ہے۔ پھر بھی دوسرے تمام مفکروں کی طرح اقبال کی شمعِ خیال بھی اہلِ زمانہ کے چراغِ فکر کی مرہونِ منت تھی ان کے ہاں بھی ماضی کی فکر دامن گیر رہی۔

انسانی زندگی کے ارتقائی دور میں انقلاب کبھی نہ کبھی ضرور آتا ہے ایک ہی مرکز پر جمود شدہ معاشرے سے انقلاب کی روح زندگی پاتی ہے اور تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوتا ہے۔ روح تازہ پیدا ہوتی ہے اور گلشنِ حیات میں نئی نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں ہر طرف گہماگہمی اور جد و جہد کا دور دورہ ہوتا ہے۔ نئے نئے منصوبوں کا آغاز ہوتا ہے جن میں سے بعض تو کامیاب ہو جاتے ہیں مگر بعض ناکام ہی رہ جاتے ہیں۔

فن کار جو کہ ایک عام انسان کے مقابلے میں بہت زیادہ حساس ہوتا ہے وہ اس انقلابِ نو سے سب سے پہلے متاثر ہوتا ہے اور پیدائشی اور فطری عناصر کو اپناتا ہے۔ اس کے فطری ادراک میں نئے نصب العین اور جدید طریقۂ کار ابھرتے ہیں اور وہ نئی نئی تخلیقات کو جنم دیتا ہے۔

ادب میں بھی ہر صدی میں مختلف منازلِ ارتقا طے کیں۔ کبھی ہمارا ادب کلاسیکی تھا پھر اس پر تصوف کا رنگ چڑھنا شروع ہوا اور مختلف مفکرین کے افکار بھی جدا گانہ رہے۔ مثلاً حسن کے متعلق افلاطون کا یہ نظریہ تھا کہ وہ خدا کو حسن کا ہم معنی قرار دیتا تھا۔ پلوطینس حسن کے اس نظریئے کا قائل تھا جو افلاطون نے سمپوزیم میں بیان کیا یعنی حسن سے آشنائی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ زینۂ عشق طے کیا جائے۔

جب اقبال نے شاعری کا آغاز کیا اس وقت ہندوستان میں رومانی شاعری کا آغاز ہو چکا تھا جس کی اصل صرف حسن و عشق کے قصے تھے۔ رومانوی شاعری نے جلد ہی اردو اور فارسی میں روایتی حیثیت اختیار کر لی۔ اس شاعری نے اقبال کے افکار کو بھی متاثر کیا اور وہ بھی نظریۂ حسن کے قائل ہو گئے۔ اقبال فطرت کی دلفریبی سے بہت متاثر تھے مگر خاص طور پر فطرت ان کی شاعری کا حاصل نہ تھی۔ کائنات میں چاروں طرف حسن کا ایک طوفان بپا ہے پھر بھی نظر کو تسکینِ ذوق کے لئے خوب سے خوب تر کی تلاش ملے گی۔

محفلِ قدرت ہے اک دریائے بے پایاں حسن
آنکھ اگر دیکھے تو قطرہ میں ہے طوفانِ حسن

اقبال نے اظہارِ حسن کے لئے اپنی شاعری کا نہایت خوبصورت انداز اپنایا۔ ان کی شاعری میں فطرت کی تصویر کشی میں مقامیت کا عنصر بہت کم ہے۔ اور وہ اجزائے حسن کے ٹھوس بیان کی بجائے اس کے تاثر کو ظاہر کرتے ہیں۔

اقبال کے انداز و افکار کا تعلق اقبال کی شاعری، زندگی کی ابتداء سے بہت گہرا ہے۔ حسن کی حقیقت کا بیان کرنے کے لئے اقبال نے شیلے، کیٹس یا ورڈزورتھ کا انداز اپنانے کی بجائے گوئٹے کا انداز اختیار کیا وہ فطرت کے حسن میں خالقِ حقیقی کے سب سے عظیم شاہکار "انسان" کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

جوں جوں اقبال کی ذہنی ارتقاء کا زمانہ پختگی اختیار کرتا گیا اقبال کا تصورِ حسن آہستہ آہستہ کمزور ہوتا گیا۔ ان کی شاعری کی ترقی کے ساتھ ساتھ جوں جوں فطرت پرستی کا عنصر کم ہوتا گیا اس کی جگہ کائنات کی تسخیر کا جذبہ ابھرتا گیا ؏

فطرت کو خرد کے روبرو کر
تسخیرِ مقامِ رنگ و بو کر

یہ حقیقت بڑی واضح ہے کہ جب ذہن میں موجود دو تصورات میں سے ایک کا اثر کم ہونے لگتا ہے تو دوسرا خود بخود اس پر حاوی ہو جاتا ہے۔ یہی عمل اقبال کے ذہن میں بھی جاری ہوا اور تصورِ حسن پر تسخیرِ کائنات کا جذبہ غالب آ گیا۔ اقبال کا ذہن اس امر سے آشنا ہو چکا تھا کہ حسن فانی ہے۔

گویا نظریۂ حسن نفسیاتی نظریہ ہے جس کے تحت حسن محض اشیاء کی صفت ہے مگر پھر بھی ؏

ہے حسن کا رنگ بھی ہے ذوقِ نظر کا محتاج

اقبال زمین آسمان فضا اور موسم کے حسن سے مسرت اندوز ہوئے اپنی شاعری میں انہوں نے خوش نظر، خوش کن، بلند، وسیع... مر فطرت رات اور دن کے مناظر، چاند، سورج، ستاروں اور پھولوں کی زیبائی کو بیان کیا۔ اقبال پہاڑوں کے حسن سے بھی متاثر ہوئے اور اس حسن کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ پہاڑوں کی عظمت و بلندی جلال اور شکوہ ہے اس کی روشن مثال ان کی مشہور نظم "ہمالہ" ہے اس میں پہاڑوں کی عظمت، برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں، بادلوں کے جھولنے اور بجلی کے چمکنے کا بیان انتہائی دلکش انداز سے کیا گیا ہے ؏

اے ہمالہ اے فصیلِ کشورِ ہندوستان
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسمان
تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کا نشاں
تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں
ایک جلوہ تھا کلیمِ طورِ سینا کے لئے
تو تجلی ہے سراپا چشمِ بینا کے لئے

قدرت کی دلفریبی سے لطف اندوز ہونے کے دوران، اقبال کی توجہ وحشت و صحرا کی طرف بھی گئی اور وہ اس کے جمال سے نہیں بلکہ اس کی سادگی سے متاثر ہوئے۔

بقول مولانا صلاح الدین۔ "کہ صحرا ایک علامت نام کی حیثیت رکھتا ہے ایک کیفیت اس ذوقِ سفر اور سرعتِ رفتار میں ہے جو بگولوں کی گت و گردش ہی سے خاص ہے ایک دوسری کیفیت اس حرارت کی مظہر ہے جو کہ صحرا کے آتش ناک سینے سے زندگی بن کر ابھرتی ہے اور صحرائیوں کو پیغامِ تگ و تاز دیتی ہے ایک اور کیفیت اس پیغمبرِ صحرا کی وجہ سے ہے جو صحرا سے نکل کر جادۂ عالم پر رواں ہوا اور اپنے نقوشِ قدم پر تہذیب و تمدن کے بوستان کھلاتا چلا گیا۔"

اقبال کا تصورِ حسن آخر کار کم ہوتا چلا گیا اور کائنات کو تسخیر کرنے کا جذبہ ان کے دل و دماغ پر غالب آ گیا۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ:

"اقبال فطرت کے حسن کے شیدائی تو ہیں مگر وہ حسنِ فطرت کو پہلے اخلاقی اور روحانی حقائق کے ادراک کا ذریعہ بناتے ہیں بعد میں تسخیرِ فطرت کا۔"

SURRENDER WE SHOULD NOT !

Where are our heroes when they are at need?
So they could stop our evil deeds.
I wake up in morning and find the world same,
The Jews asserting influence, are driving the world insane.
We would rather sit in hell and rot,
But if it is surrender we should not !

The Jews killed thousands and still kill more,
And kick our dead on the floor
We should go out and fight,
Against a dragon like a knight.
Because the U.S. is helping the Jews,
The odds are greatly against us.
But we must not fight among ourselves we musn't make a fuss !
But surrender, we should not !

We musn't bring disgrace to GOD or to our Prophet,
We must cease to argue among ourselves we must stop it !
Or we shall go down in history,
As a certain mystery,
And we'll let the Jews have the victory !
We should make ourselves an army.
They are well equipped and we are not,
But we must fight with what we've got !
But surrender we should not

We must not be afraid to protest,
We mustn't stand by and let the Jews jest.
We must not allow ourselves to be afraid of Begin,
Just because he is being helped by Reagan.
We must run on the battle-field,
Like those in the old days with sword and shield.
They went out and won because they fought,
AND FOR THEM, SURRENDER WE SHOULD NOT !

By: Azwar Gilani
Age: 14 years

بیروت میں مسلمان عورتوں اور معصوم بچوں پہ ڈھائے گئے صیہونی و نصرانی مظالم اور ان کے فلسطینی محافظوں کی بیروت سے شرمناک روانگی، تاریخِ اسلام کے بدترین واقعات میں سے ہیں۔ ازور گیلانی کی عمر صرف ۱۴ سال ہے لیکن ان کی ذیل کی نظم مسلم نوجوان کی صحیح اسلامی فکر اور بین الاقوامی اسلامی برادری کے رکن کی حیثیت سے (سامراج کی قائم کردہ مسلم ریاستوں کی جغرافیائی حدود سے ماورا) اجتماعی اسلامی سوچ اور تڑپ کی آئینہ دار ہے۔

سلسلۂ روایت

ٹورانٹو کے شیخ عبد الغفار ولد حمید ز شیخ عمر گیارہ سال نے کلام پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے - عبد الغفار قرآن پاک کے پہلے دور کی تکمیل کے بعد اب قرأت کے لئے قاری حافظ سرفراز صاحب کے گھر پہ ان سے باقاعدہ اصلاح لیتے ہیں -

نوٹ - جن قارئین کے بچوں نے کلام پاک ختم کر لیا ہے وہ ان کی تصویر، نام، عمر پتہ اور استاد محترم کے نام و پتہ کی صراحت کے ساتھ الہلال میں اشاعت کے لئے روانہ کریں - اس سلسلہ کا مقصد بچوں میں مذہبی جوش و جذبہ پیدا کرنا ہے - (ادارہ)

صدر نے ذکر کی رہائی کا یقین دلایا ہے: میاں طفیل

اسلام آباد ــــ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ...

[illegible]

ولز سیریز ٹیسٹ کرکٹ

صفر - ۳
کی فتح تاریخی کارنامہ ہے

تحریر: عاقبتہ سلام

[illegible]

[illegible]

لبنانی فوج بھی اسرائیلی فوج جیسا سلوک کر رہی ہے: عرفات

صبرا ایک حد ہوتی ہے - میں نے لبنانی صدر اور وزیر اعظم کے پاس ایلچی بھیج دیئے ہیں

[illegible]

Sigma Travel Service

783 LAWRENCE AVE., WEST,
TORONTO, ONTARIO
CANADA. M6A 1C2

IATA

(416) 789-4547

Sigma Travel Service

مختصر مختصر اشتہارات

ضرورت رشتہ

۲۸ سالہ پاکستانی میڈیکل ڈاکٹر کے لئے کینیڈا یا امریکہ میں مقیم خوبصورت، خوب سیرت اور تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے - مزید تفصیلات کے لئے اس پتہ پہ رجوع کریں -

M.S. Shah,
6483 Edenwood Drive
Mississauga, L5N 3H2
ONTARIO.

خوبصورت، کامیاب، امریکن شہریت کے حامل ۳۵ سالہ سنی مسلمان پروفیشنل کے لئے اچھی تعلیم یافتہ مسلمان لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے - مزید تفصیلات کے لئے رابطہ قائم کریں -

M.B. c/o
Al-Hilal

قرآنی تعلیمات

اسکاربرو میں رہنے والے مسلمان بچوں کی قرآنی و دیگر مذہبی تعلیمات کے لئے Emily Carr Public School میں انتظام کیا گیا ہے- خواہشمند والدین مزید معلومات کے لئے جناب نبی الہٰ سے اس نمبر پہ رابطہ قائم کریں 282-6803

نماز جمعہ

مارکھم میں Bayview & Steeles پہ واقع مسجد اسلامک سنٹر میں جمعہ کی نماز باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہے - نماز کا وقت اب ایک بجے دوپہر مقرر کیا گیا ہے - مسلمان بھائیوں سے شرکت کی درخواست ہے -

پاکستانی فلمیں برائے نمائش

شمالی امریکہ میں نمائش کے لئے اعلیٰ معیاری اردو اور پنجابی فلمیں ہمارے پاس سے دستیاب ہیں - ایورنیو فلمز
782-4886

مختصر اشتہارات کا معاوضہ صرف ۵ ڈالر ہے جس کی ادائیگی پیشگی ضروری ہے

صدر کا رویہ تبدیل ہو چکا ہے وہ اب کسی تبدیلی کے امکان ہی سے انکاری ہیں۔ پروفیسر غفور

مملکت خداداد کا صدر ہوا بازی آزمائش ہے۔ نفاذ اسلام کی کوششیں مؤثر نہیں ہیں۔ اصل حکمران بیورو کریسی ہے۔ اس نے جرائم پیشہ افراد سے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے

نصرت بھٹو سے بھارتی سفیر کی ملاقات

کراچی — ۔۔۔ بیان کالعدم پیپلز پارٹی کی سربراہ بیگم نصرت بھٹو سے ۔۔۔ ملاقات کی۔ ۔۔۔ اس ملاقات ۔۔۔ بیگم بھٹو کی صحت کے بارے میں دریافت کیا۔

کالعدم پیپلز پارٹی کے گروہوں میں جانشینی کی جنگ شروع ہو گئی

جتوئی پر نصرت بھٹو کی غیر موجودگی میں خود چیئرمین بن کر حکومت میں شامل ہونے کی تیاریوں کا الزام

حفیظ لاکھو نے اپنے مقدمے میں جنرل ضیاء الحق کو گواہ کے طور پر طلب کر لیا

جنرل ضیاء، شاہ احمد نورانی اور پروفیسر غفور کی طلبی کیلئے سمن جاری رہے تو وکلاء سماعت میں حصہ نہیں لیں گے

حفیظ لاکھو اور عبدالملک نے فوجی حکومت اور فوجی عدالت کی قانونی حیثیت کو بھی چیلنج کر دیا

لیگل پریکٹیشنرز اور بار کونسل ایکٹ میں ترامیم واپس نہیں لی جائیں گی۔ صدر ضیاء

بار ایسوسی ایشنوں کو سیاسی اکھاڑہ بنانا کسی حکومت کو برداشت نہیں کیا جا سکتا

یہ نہیں ہو سکتا کہ وکلاء حکومت سے مفاد حاصل کریں اور اسی حکومت کے خلاف کام بھی کریں

صدر ضیاء پاکستانی قوم اور اسلام کو ذلیل و رسوا کرنے کا کام نہ کریں

طلبے اور رسائیاں تبلیغ دعوت دین کے حقیقی تقاضوں کو کس پہلو سے پورا کریں گے

دورۂ امریکہ میں سازندوں اور گانے بجانے والوں کو لیجانے پر مولانا مظاہری کی تنقید

پاکستان کے سابق وزیر خارجہ انتقال کر گئے

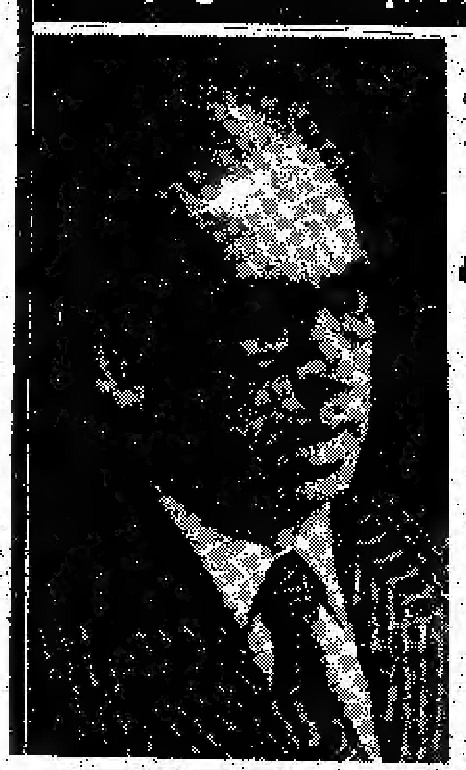

پاکستان کے سابق وزیر خارجہ مسٹر ۔۔۔ احمد ۔۔۔ کی ۔۔۔ واشنگٹن میں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کافی عرصہ سے زیر علاج تھے۔ اطلاع کے مطابق انتقال کے وقت مرحوم کی اہلیہ اور بچے ان کے پاس موجود تھے البتہ ان کی ایک بیٹی اپنی طبیعت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے وہاں موجود نہ تھیں۔

کراچی کے وکلاء نے عدالتوں کا بائیکاٹ کیا

خمینی کی حکومت کا تختہ الٹنے کیلئے امریکہ و اسرائیل کی سازش کا انکشاف

ایرانی فوج کو امریکی اسلحہ فراہم کیا گیا تھا۔ اسرائیلی سفیر کا اعتراف

ایران کو اسلحہ کی فراہمی

اسرائیل کا اپنا فیصلہ ہے۔ امریکی ترجمان

Please Visit For

Halal Meat & Spices

حلال گوشت اور مرغیاں

نہایت سستے داموں پر مہیا کی جاتی ہیں

ٹورانٹو میں حلال گوشت کی پہلی دکان

AFRO ASIAN

918 PAPE AVENUE

TORONTO

PHONE: 463-1287

جیتی جاگتی زندگی ، شش فرخ آپ کے نفسیاتی مسائل کا حل پیش کرتی ہیں

دھوپ میں نہ اُڑنے والے رنگ

یہ کوئی پانچ سال پہلے کا ذکر ہے۔ ہم چند جھٹیوں سے پاکستان گئے۔ راولپنڈی میں ہماری خالہ رہتی ہیں۔ جب ہم یہاں آئے تھے تو ان کے بچے چھوٹے تھے۔ اب کے جب وہاں گئے تو انہیں جوان دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ وہ لوگ بھی بہت پیار سے ملے بلکہ خوب خاطریں کیں۔

اس دوران ہم مری نتھیا گلی گھومنے گئے ہمارے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ شش میرے کزن کا دوست تھا۔ ہم نے مل کر خوب مزے کئے۔ گانے گاتے ادھر بجاتے، کھانے پکاتے۔ کیمپنگ کرتے۔ پھر ہم دوماہ بعد لوٹ آئے۔

اب میری منگنی ایک بڑے سنجیدہ شخص سے ہو چکی ہے۔ یہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں دیکھنے میں ٹھیک ٹھاک ہیں۔ مجھے یہ ناپسند نہیں ہیں لیکن جونہی شادی کے بارے میں سوچتی ہوں تو میرا خیال شش کی طرف چلا جاتا ہے۔ مجھے اس سے محبت نہیں ہے نہ ہی اب مجھے امید ہے کہ کبھی اس سے ملاقات ہوگی۔ ممکن ہے اس کی منگنی ہو چکی ہو۔ لیکن یہ سوچتی ہوں کہ کاش میرا شوہر ویسا زندہ دل ہوتا۔ آنکھوں پر عینک لگائے حساب کرنے والا شخص نہ جانے کیسا شوہر ہو۔ نہ جانے ۔۔۔!!

ط۔ ن۔

اگر آپ جیسی لڑکیاں تخیل پرست ہو جاتی ہیں تو بہت سی رومانوی کہانیاں پھیکی ہو جاتیں۔ بہرحال یہاں مسئلہ زیرِ غور یہ ہے کہ آپ کے دماغ میں ہر قسم کے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ یا انجینئر اچھے شوہر ثابت ہوتے ہیں یا پہاڑ کے مقام پر ملنے والے۔ بلکہ گٹار بجانے والے قسم کے لڑکے۔؟ یہ زندہ دل نوجوان برے نہیں ہوتے۔ زندگی سے بھرپور ہوتے ہیں۔ لیکن جب تک یہ خود کسی ذمہ داری کو اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں تو انہیں سنجیدہ ہونا ہی پڑتا ہے۔ اگر وہ ایسے نہ ہو جائیں تو ان کی بیویوں کو شکر ادا کرنا چاہئے ورنہ کھلنڈرے نوجوان تو ہر بات کو مذاق میں اڑا دیتے ہیں۔ ازدواجی ذمہ داریاں اور فرائض مذاق میں نہیں اٹھائے جاتے۔

پھر آپ سے قریب سے والی بات تو سنی ہوگی۔ یعنی اگر آپ خوش مزاج ہیں۔ آپ اپنی زندگی حساب کتاب کرتے ہوئے گزارنا نہیں چاہتیں تو آپ کی طبیعت شخصیت شوہر پر ضرور اثر انداز ہوگی۔ پھر آپ ان کا رنگ اپنا لیں گی۔ یہ رنگ پکے ہوتے ہیں۔ ذرا سی دھوپ میں اڑ نہیں جاتے۔

بعض اوقات میں اپنی اس تکلیف سے اس قدر دل برداشتہ ہو جاتی ہوں کہ خودکشی کرنے کو جی چاہتا ہے۔ میری عمر بیس سال ہے اسے لیول کرنے کے بعد اب میں سیکریٹری شپ کا کورس کر رہی ہوں۔ مجھے معلوم ہے اس قسم کی ملازمت میں گرومنگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں خوش لباس ہوں، شکل صورت اچھی ہے لیکن میں اپنے منہ کی بو کا کیا کروں۔ یہ بھی جانتی ہوں کہ ہر کوئی کبھی کبھار اس قسم کی مشکل میں مبتلا ہوتا ہے۔ لیکن میں ہر وقت اس بارے میں سوچتی رہتی ہوں۔

ش۔ ن

آپ کے ڈینٹسٹ نے دانتوں کا معائنہ کیا ہوگا۔ جب دانت اور مسوڑے ٹھیک ہیں تو وہ یہی کہے گا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہیں۔ منہ کی بدبو کی اور وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً پیٹ کی خرابی اور قبض وغیرہ۔ اس کے علاوہ حلق اور کان میں کوئی انفیکشن ہو تو بھی منہ سے بو آنے لگتی ہے۔ اس لئے آپ اپنے ڈاکٹر سے تمام باتیں کہیں اور مشورہ لیں۔ دانتوں کی باقاعدہ صفائی کے علاوہ ماؤتھ واش سے غرارے کرنا بھی مفید ہے۔ قبض بالکل نہ ہونے دیں۔ کھلی فضا میں روزانہ ورزش کریں۔ نیز سانس کی بالیدگی کے لئے منہ میں سیب سپین وغیرہ رکھنا بھی مفید ہے اگر آپ کو قبض کی شکایت نہیں ہے۔ پھر بھی آپ ڈاکٹر سے کہہ کر اپنا اسٹول وغیرہ ٹیسٹ کروائیں اور ملٹی وٹامنز کی گولیاں استعمال کریں۔ بعض اوقات جسم میں وٹامنز وغیرہ کی کمی سے بھی منہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔

یہ تمام باتیں اپنی جگہ۔ لیکن اس کا مطلب قطعی نہیں کہ آپ خود کو دنیا سے الگ تھلگ کر لیں، یا دعوتوں وغیرہ میں جانے سے گریز کرنے لگیں۔ البتہ اس وقت تک کہ آپ کو یقین نہیں ہو جاتا کہ آپ کے سانس کا تعلق ختم ہو گیا ہے۔ کسی سے بات کرتے ہوئے کچھ فاصلے پر بیٹھا کریں۔ ویسے سانس میں خوشبو پیدا کرنے کے لئے بہت سی چیزیں مثلاً سپرے وغیرہ بھی آپ کو مل جائے گا۔ لیکن اس عارضی تدارک کے علاوہ اپنا ڈاکٹری معائنہ اور ٹیسٹ وغیرہ ضرور کروائیں۔

مستقل تعلق مستقل ملکیت

پچھلے برس میری منگنی ہوئی ہے۔ میرے منگیتر ہر لحاظ سے بہت اچھے ہیں خوش شکل، پڑھے لکھے، اچھی ملازمت، مجھ سے محبت بھی کرتے ہیں۔ ایک حد تک میں بھی انہیں چاہتی ہوں۔

اب آپ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ میری دلچسپی کسی اور طرف ہے بلکہ پریشانی یہ ہے کہ میں کسی سے مستقل تعلق قائم کرنے سے گھبراتی ہوں۔

جیسے اسکول میں بہت لڑکیوں سے دوستی ہے لیکن کوئی مستقل دوست نہیں بناتی۔ میں بہت جلد اکتا جاتی ہوں۔ ہر لڑکی سے دوستی کرتی ہوں۔

اب سوچتی ہوں کہ ایک شخص کے ساتھ عمر گزارنا اور صرف اسی کے ساتھ رہنا۔ کتنا مشکل کام ہے۔ میں یہ بات گھر میں کسی سے نہیں کہہ سکتی وہ لوگ نہ جانے مجھے کیا کچھ کہیں۔ نہ ہی اپنے منگیتر سے کہہ سکتی ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا یہ خوف میری زندگی کا عذاب بن جائے۔ میرا

عمر ۲۲ سال ہے۔

ستی۔ ک۔

نہیں۔ شادی کے بعد بھی آپ کی طرح ایک شخص کی پابند ہو کر نہیں رہنا چاہتیں تو نہ رہیں۔ اسے آپ کیا سمجھنے لگیں میرا مطلب یہ ہے کہ شوہر تو بیوی کا مرکز ہوتا ہے لیکن شوہر دلچسپی کا باعث نہیں ہوتا۔ نہ ہی زندگی ایک مقام پر رکتی ہے۔ شوہر کے علاوہ گھر، بچے دوست، احباب اور رشتے دار، بہن بھائی سبھی موجود رہتے ہیں۔ باری باری سبھی آپ کی توجہ چاہتے ہیں۔

ویسے بھی دوستوں اور شوہر کے برتاؤ میں فرق ہوتا ہے۔ محبت کرنے والا شوہر اپنے ساتھ اتنی دلکشیاں لاتا ہے کہ اسے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا نا لازمی ہو جاتا ہے۔ شوہر آپ کو گھر کا تحفظ دے گا۔ خوش آئند مستقبل کی امید دلائے گا جبکہ اسکول کالج کی زندگی میں بننے والے دوست یہ کچھ نہیں دیتے۔ وہ محض خوشی وقتی کے ضامن ہوتے ہیں۔

اَن جانا دُکھ

میری عمر بیس سال ہے۔ اے لیول کرنے کے بعد میں ایک ادارے میں ملازم ہوں۔ مجھے بظاہر کوئی دکھ نہیں ہے۔ ایک اچھے متمول گھرانے کی فرد ہوں۔ بہن بھائیوں میں بڑی ہوں مجھ سے ایک بہن اور دو بھائی چھوٹے ہیں۔ مجھے ہر خوشی ہر آرام حاصل ہے۔

میری منگنی ہو چکی ہے۔ میرے منگیتر بھی ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں۔ شکل و صورت اچھی ہے۔ پڑھے لکھے برسرِ روزگار ہیں۔ یہ محبت کی شادی نہ سہی لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔

اس سب کے باوجود مجھے نہیں معلوم کہ میرے اندر کیا دکھ ہے۔ بعض اوقات میں بے وجہ اداس ہو جاتی ہوں یہ نہ سوچیں کہ میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں اور یہ شادی زبردستی کی جا رہی ہے خدا کی قسم ایسی کوئی بات نہیں لیکن حالت یہ ہے کہ کسی نے ذرا سی بات کہہ دی اور میں رونے لگتی ہوں۔

میرے والدین خوش مزاج ہیں۔ یہی حال میرے بہن بھائیوں کا ہے۔ سب مل کر خوب شرارتیں کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو لطیفے سناتے ہیں میرے منگیتر جب آتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں سب مل کر مجھے چھیڑتے ہیں کبھی کہیں گے مصیبت کی ماری، بے چاری مظلوم، کبھی المیہ فلم کی ہیروئن کہیں گے۔ میں ان کی باتوں پہ بھی رونے لگتی ہوں۔

ش۔ اے

یہ تو طے ہے کہ موجودہ حالات میں کوئی تو ایسی بات ہے کہ جو آپ کی مرضی کے مطابق نہیں ہے۔ کیا آپ اپنی موجودہ ملازمت سے خوش ہیں۔ یا یہ کہ آپ فطری طور پہ سنجیدہ طبیعت کی مالک ہیں اس لئے آپ کو اپنے گھر والوں کی خوش طبعیاں پسند نہیں۔ آپ کو اپنے منگیتر ہر طرح سے اچھے معلوم ہوتے ہیں کہ وہ جب گھر آتے ہیں تو آپ پر توجہ دینے کی بجائے بہن بھائیوں کی شرارتوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ جب آپ کے شریر بہن بھائی آپ کے ساتھ چھیڑ خانی کرتے ہیں۔ آپ یہ لئے سیدھے نام رکھتے ہیں تو آپ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آپ کی ڈھال بنیں۔ آپ انہیں ایسا کرنے سے منع کریں۔

والدین کے انتخاب پر سرِ تسلیم خم کر دینا فرمانبرداری ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کی پسند ناپسند نہیں۔ ذرا اپنے دل کو ٹٹولیں۔ کچھ آزردگیاں، اکتاہٹیں وغیرہ ہیں تو انہیں تسلیم کریں۔ پھر خود کو ان کے اثر سے آزاد کرنا نسبتاً آسان ہوگا۔

سانس کی بالیدگی

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے یہی سنتی آئی ہوں کہ میرے منہ سے بدبو آتی ہے۔ اس سے مجھ میں احساسِ کمتری پیدا ہو گیا ہے۔ میں دوسروں کے قریب بیٹھنے سے گھبراتی ہوں۔ بلکہ ایک حد تک تنہا پسند بن گئی ہوں بعض منہ پھٹ لوگ تو اسی وقت کہہ دیتے ہیں کہ دور بیٹھو تمہارے منہ سے بو آتی ہے لیکن کچھ لوگ خود ہی پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اس بات پر دل ہی دل میں بہت شرمندہ ہوتی ہوں۔

میں نے ڈینٹسٹ سے کئی بار اپنے دانتوں کا معائنہ کروایا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تمہارے دانت اور مسوڑھے صحت مند ہیں۔ تم کسی فزیشن سے مشورہ کرو۔ لیکن ہمارے جی پی کا کہنا ہے کہ تم ٹھیک ٹھاک ہو۔

بقیہ ولی خان

سوال: آپ کی حال ہی میں یوسف ہارون سے بات ہوئی۔ خان عبدالولی خان: ملاقات تو نہیں ہوئی۔ البتہ ٹیلیفون پر بات ہوئی تھی۔ اس روز انہوں نے ٹیلیفون کیا اور یوسف ہارون بتا رہے تھے کہ موجودہ حکمران ۱۹۷۳ء کا آئین کسی قیمت پر بحال نہیں کریں گے ... جنرل ضیاء الحق نے بھٹو کو پھانسی لگائی ہے ... سوال: آپ کے نزدیک انتخابات ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت ہی انتخابات ہونگے ... ABEYANCE ... HELD IN ABEYANCE کا کیا مطلب ہے ... مارشل لاء ... (SUPREME) ... آئین ... مارشل لاء ... اسلام ... [illegible]

حالات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے خان عبدالولی خان: اگر سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں رہیں گی تو ملک میں گڑبڑ ہوگی۔ اگر اندرونِ ملک حالات ٹھیک نہیں ہیں اور دوسری طرف پڑوس میں بھی حالات بگڑ رہے ہیں تو اس سے کون فائدہ اٹھائے گا ... [illegible] ... بلوچستان کی صورتحال ... خان عبدالولی خان ... [illegible]

جدہ ۔ راولپنڈی ۔ لاہور ۔ لندن ۔ بمبئی ۔ دہلی ۔ ڈھاکہ

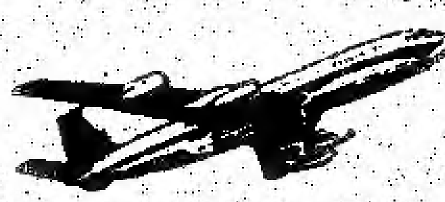

ٹکٹ اور دوسری معلومات کے لئے

ہماری خدمات حاضر ہیں

M & J TRAVEL

1240 BAY STREET
TORONTO, ONTARIO M5R 2A7
TEL. 960-8348 / 960-8475

منتخب افسانہ ـــ بلونت سنگھ

مکھن سنگھ کے یہاں چوری ہو گئی تھی اور وہ اپنی سفید داڑھی اور چھریرے بدن کے باوجود پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ آنسو اس کی داڑھی پر گر رہے تھے اور آنسوؤں کو وہ اپنی انگلیوں سے جھٹک جھٹک کر ادھر ادھر اڑا رہا تھا۔

یہاں تک کوئی عجیب بات نہیں تھی یعنی چوری کا ہونا اور مکھن سنگھ کا آہ و بکا کرنا۔ عجیب بات یہ ہوئی کہ چوری کے بعد کرل سنگھ گھوڑے پر سوار ہو کر چوروں یا ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ ہو گیا!

آدھی رات سے کافی پہلے ہی مکھن سنگھ کی آواز فضا کو پرانے ڈھاٹ کی طرح پھاڑتی نکل کر گاؤں کی وسعت شہر کے ایک محلے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ سب نے اس کی ماتم بلند کرنے کی آواز سنی۔ عورتوں نے بچوں کو بانہوں میں سمیٹ لیا۔ اور مرد اپنے تہبندوں کو سنبھالتے اور کس کر باندھتے ہوئے مکھن سنگھ کے مکان کی طرف دوڑے۔

"کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟"

دکان کے پیچھے کے ایک کوٹھے میں فرش کے ایک ہاتھ نیچے مکھن سنگھ کا بکس تھا اس میں سونے کے زیور تھے اور چاندی کے روپوں سے بھری ہتھیلی تھی۔ یہ سب روپے غائب تھے۔ فرش تازہ تازہ کھودا گیا تھا نرم نرم مٹی ادھر ادھر بکھری ہوئی تھی۔ حسب معمول دن ڈھلے دکان بند کی گئی تھی لیکن بدقسمتی اور چوروں کی خوش قسمتی سے مکھن سنگھ اندر سے کنڈی لگانا بھول گیا تھا۔ صرف لکڑی کا کھٹکا اڑا کر چلا گیا۔ اس کھٹکے میں یہ خرابی تھی کہ کوئی بھی شکاف دروازے کی درازوں میں سے لوہے کی پتی یا چھری گزار کر اس کا چل ڈال کر اسے اوپر اٹھا سکتا تھا۔ یہی ہوا۔

مکھن سنگھ کو چوری کا علم کیسے ہوا؟ کوئی باور کرے گا اس بات کو؟ مکھن سنگھ کو خواب میں یہ دکھائی دیا کہ اس کے مال پر ہاتھ صاف کیا جا رہا ہے! وہ ہڑبڑا کر اٹھا اور سیدھا دکان کے اسی کمرے کی طرف لپکا، دیکھا کہ اس کے خواب کی تعبیر غلط نہیں تھی۔

پھر سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ اگر چوری دوسرے کے گھر ہو جائے تو پھر موقع میں کیسی لپیٹ لپیٹ اور داڑھیاں چٹکار چٹکار کر اس پر اظہار رائے کرنے میں کتنا مزہ آتا ہے! اصل مسئلہ یہ تھا کہ مکھن سنگھ کی عمر بھر کی پونجی بازیاب کیسے ہو۔ لیکن لوگ سمجھتے تھے کہ چوروں کے اس عمل کی مزہ کا لفظ اور ڈکیتوں کے جوہر دکھانے میں معروف تھے۔ چوری منہ بولی 'داستان طلسم ہوشربا' ہو گئی۔ کسی کا دھیان ان چار بیٹے کٹے مسٹنڈوں کی طرف گیا جو پاس کے گوردوارے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ صورت سے چور دکھائی دیتے تھے۔ ان میں سے کسی کی ایک آنکھ غائب تھی، کسی کی دو انگلیاں کٹی ہوئی تھیں۔ کسی کے ماتھے پر گہرا کالا نشان تھا، کسی کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی اگو یا سیرت کے ساتھ صورت بھی ان کے اعمال سے متاثر ہو چکی تھی۔ گاؤں کے لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے واہگورو کی قسم کھا کر گواہی دی کہ وہ مسافر پہلے بھی کئی ڈاکے مار چکے تھے پولیس تک ان پر ہاتھ ڈالنے سے کتراتی تھی۔ کرم سنگھ بڑھئی کو دوڑایا گیا۔ وہ ہانپتا کانپتا اطلاع لایا کہ گوردوارے سے وہ چاروں پردیسی غائب تھے (پردیسی کا لفظ گوردوارے کے گیانی جی نے استعمال کیا تھا۔ اس سے چاروں کے لئے گوردوارے میں ہر آدمی پردیسی تھا)

یہ محسوس خبر سنتے ہی حاضرین نے انتہائی مایوسی سے مکھن سنگھ کی طرف دیکھا اور اس کا دل اس مایوسی کے بوجھ تلے دب کر بیٹھنے لگا عین اسی وقت کرل سنگھ سفید گھوڑے پر سوار اپنا مکان کے چبوترے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ سب لوگ سوالیہ نشان بن کر رہ گئے۔ کرل سنگھ نے بے پروائی سے مکھن سنگھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "بابو! چنتا نہ کرو۔ میں چوروں کا پیچھا کروں گا اور جب تک تمہارا مال ان سے چھین نہ لوں گا، گاؤں والوں کو منہ نہ دکھاؤں گا۔"

سب دم بخود رہ گئے۔ گاؤں میں شیر کے کلیجے والے کئی جوان بھی موجود تھے۔ ان میں سے کوئی اگر یہ بات کہتا تو اتنے تعجب کی بات نہ ہوتی لیکن کرل سنگھ کے منہ سے یہ بول سن کر کسی کو اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آیا۔ خود مکھن سنگھ سناٹے میں آ گیا۔ پھر اس نے اپنی بھیگی ہوئی آنکھوں سے کرل سنگھ کو غور سے دیکھا تو اسے ہر طرح مستعد اور آمادہ پا کر اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تنگ مہری کے پاجامے میں اس کی کمان کی طرح ٹیڑھی ٹانگیں لڑکھڑائیں اور وہ کاٹھ کے الو کی طرح دیکھے کھاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہے، کیا کرے۔ وہ چپ چاپ کرل سنگھ کی طرف آنکھیں جھپکائے بغیر دیکھنے لگا سیاہ و جمیل کرل سنگھ بوسکی کے کرتے کے اوپر بڑھیا سیپ کے ان گنت بٹنوں والی واسکٹ پہنے، سر پر طرہ دار پگڑی باندھے 'مرغ' کی کلغی کی طرح لہراتا ہوا گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا نہایت اطمینان سے بالکل سیدھا بیٹھا تھا۔

چوبارے سے لکڑی کے جنگلے کے پیچھے بیٹھی ہوئی مکھن سنگھ کی نوخیز نوجوان اور حسین پوتی شندی بھی منہ کو ہر گھڑ سوار کو خوابناک آنکھوں سے دیکھ رہی تھی آسمان پر سے شمار ستارے ٹوٹ رہے تھے۔

جاٹ خاندان کا فرد ہوتے ہوئے بھی کرل سنگھ اس قدر نازک اندام حسین نوجوان تھا کہ وہ دھاڑ ماری کی حرکتیں کرنے کے قابل نہیں تھا۔ اس حقیقت کو دل میں تسلیم کرتے ہوئے وہ خود بھی ایسے لوگوں سے دور رہتا آج رات دفعتاً اس کا دم گھوڑ پر سے بگڑ بیٹھنے پہ آمادہ ہو جانا واقعی حیرت انگیز امر تھا لیکن تاڑنے والے اس راز سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ کرل سنگھ کو مکھن سنگھ کی پوتی شندی سے والہانہ عشق ہے، شندی بھی اس پر جان چھڑکتی ہے۔ لڑکی کے ماں باپ کو ان کی شادی پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ بس بڑا بڈھا مکھن سنگھ بچار اشا ہوا تھا۔ کھتری لڑکی اور جاٹ لڑکے کا کیا میل؟ مکھن سنگھ دوسرے لوگوں کی طرح جاٹوں سے ڈرتا بھی تھا لیکن دل میں نفرت بھی کرتا تھا۔ چاہے وہ بڈھا کھوسٹ کچھ بھی سمجھے یا کہے لیکن سارا گاؤں مانتا تھا کہ شندی اور کرل کی جوڑی ہیر اور رانجھے کی جوڑی سے کم نہیں۔

مکھن سنگھ کی بوڑھی اور تھکی ہوئی آنکھیں زندگی کے نشیب و فراز خوب اچھی طرح دیکھ چکی تھیں۔ چنانچہ چوری ہو جانے کے بعد گاؤں والوں کی زبانی جمع خرچ والی باتیں سن کر اسے زیادہ حیرت نہیں ہوئی۔ پھر جس کرل سنگھ کو وہ دھتکار چکا تھا اسی کو جان جوکھوں میں ڈالتے دیکھ کر ایک بار تو اس کا سر چکر کھا گیا۔

بیٹے کے اس طرح چلے جانے کی خبر سنتے ہی کرل سنگھ کی ماں مکھن سنگھ کی دکان پر پہنچ گئی وہ بے حد پریشان تھی۔ اس نے اشاروں کنایوں میں یہ بھی جتا دیا کہ اس کے سب سے لاڈلے بیٹے نے شندی کی خاطر قدم اٹھایا ہے اب کیا ہو سکتا ہے؟ بیٹا جا چکا تھا۔ ماں وہیں چبوترے پر پسکڑا مار کر بیٹھ گئی۔ وہ بار بار گلی کے نکڑ کی طرف دیکھتی اور سرد آہ بھرتی۔۔۔

سوچتے سوچتے مکھن سنگھ کو مالی نقصان سے زیادہ کرل سنگھ کی یہ حرکت پریشان کرنے لگی اسے ڈر تھا کہ اگر کرل سنگھ ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا تو گاؤں کے جاٹ اس کی دکان لوٹ لیں گے، پوتی غائب کر دیں گے اور آبائی مکان سے اسے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔ سردی کی تیزی ابھی زیادہ نہیں ہوئی تھی پھر بھی لوگ کہاں تک دکان کے چبوترے پر بیٹھے رہتے آہستہ آہستہ سب اٹھ اٹھ کر رخصت ہونے لگے۔ یہاں تک کہ صرف مکھن سنگھ، اس کے کچھ رشتے دار اور کرل سنگھ کی ماں وہاں بیٹھے رہ گئے۔

کھیتوں سے کتوں کے رونے کی صدائیں آتیں تو کرل کی ماں ایک جھرجھری سی لے کر اٹھتی کبھی کبھی کبھار کا کوئی گدھا سر تال سے بے نیاز

عشق کا ایک اندازیہ بھی ہے

جب دو دلوں کو وصل کرنے کے لئے جوانی مرد بنا

اردو کے نامور ادیب کی خطرکہانی

ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز سے سارے گاؤں کو سر پر اٹھا لیتا۔ رات یوں ہی بیت چلی یہاں تک کہ مرغ نے پہلی بانگ دے دی۔

کرل سنگھ کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اس کی ماں سوچ رہی تھی 'بھاڑ میں گئے زیور اور روپے کاش! وہ صحیح سلامت لوٹ آئے۔ صرف ماں ہی نہیں مکھن سنگھ بھی یہی سوچ رہا تھا۔۔۔ کیونکہ اب اس کے دل میں نئے خطرے کا احساس گہرا ہونے لگا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ کرل کی ماں کی مایوسی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا یہاں تک کہ مشرق میں صبح کی سفیدی نمودار ہونے لگی۔

کرل کی ماں کی بوڑھی آنکھوں نے دیکھا کہ شندی کے عشق میں اندھا ہو کر اس کا ناتجربہ کار اور ناپختہ کار بھولا لڑکا عادی ڈاکوؤں سے ٹکر لے تو بیٹھا ہے، لیکن چار چار بدمعاشوں سے تن تنہا ٹکر لینا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ اس لئے افق کی لالی میں اگر کرل کے لہو کی آمیزش دکھائی دے تو اس پر کسے تعجب ہو سکتا تھا؟

سورج کی پہلی کرن کے ساتھ کرل سنگھ پورے جاہ و جلال سے گاؤں میں داخل ہوا۔ ایک بار پھر اس کا گھوڑا مکھن سنگھ کی دکان کے آگے پہنچ کر ٹھکریاں بجانے لگا۔ بیٹے کو صحیح سلامت اپنے سامنے پا کر ماں کے دل کا کونا کونا منور ہو اٹھا۔ مکھن سنگھ اپنی ٹیڑھی لرزتی ہوئی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلک دکھائی دی جیسے اس کی کھوئی ہوئی دولت اسے واپس مل گئی ہو۔ لیکن جب کرل سنگھ نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے گہنوں اور روپوں کی تھیلی اس کی طرف اچھالی تو اسے پہلے بوڑھے ہاتھوں میں دبوچ لیا وہ کھڑا نہ رہ سکا اور ماتھے پر ہاتھ مار کر بیٹھ گیا۔

پلک جھپکتے میں یہ خبر سارے گاؤں میں خوشبو کی طرح پھیل گئی محبت سات سمندر پھاند جاتی ہے۔ عشق پہاڑ کا سینہ چاک کر کے جوئے شیر بہا سکتا ہے۔۔۔۔۔

کچا پکا جوان، جواں مرد بن گیا!

ماں نے اپنے لال کو گھوڑے سے کھینچ گھسیٹ لیا اور اسے بانہوں میں سمیٹ کر گھر لوٹنے لگی۔ مجمع کے لوگ انہیں راستہ دینے کے لئے کائی کی طرح پھٹنے لگے لیکن معاً مکھن سنگھ دونوں بازو پھیلا کر ان کے آگے کھڑا ہو گیا اور بڑھیا سے مخاطب ہو کر بولا۔ "نہیں بہن! ابھی تم اکیلی ہی گھر لوٹ جاؤ۔ کرل بیٹا رشتہ کرنے کے بعد تمہارے پاس آ جائے گا۔" چہرہ خوشی کے آنسو بہاتا ہوا وہ دکان کے پچھلے حصے کی طرف چلا گیا۔ دو منزلہ مکان کا اگلا حصہ دکان کے لئے وقف تھا اور پچھواڑے کے اوپر کی منزلیں گھر کے رہائش کے لئے مخصوص تھے۔

گھر کی عورتوں نے بوڑھے کے بازو کے حلقے میں کرل سنگھ کو اندر آتے دیکھا تو وہ بڑھ بڑھ کر اس کی بلائیں لینے لگیں۔ کرل کی آنکھیں جیسے تلاش کر رہی تھیں اور اوپر کی منزل پر تھی۔

باپو نے پوتی کو آواز دیتے ہوئے کہا "شندی! کرل اوپر آ رہا ہے اس کو چھاچھ والا (صبح کا ناشتہ) تم کو ہی کرانا ہو گا۔"

ہاں، یہ وہی دادا تھا جو کل تک کرل کو شندی کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیتا تھا۔ شندی کی ماں صحن کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے چولہے پر پراٹھے بنانے بیٹھ گئی اور کرل سنگھ قدم بہ قدم زینے پر چڑھنے لگا اس کے سینے میں اس کا دل اس انداز سے پہلے کبھی نہیں دھڑکا تھا۔ شبنم اور دودھ میں نہائی ہوئی شندی اس کی منتظر تھی۔ آنکھیں اور جسم چرائے چرائے وہ اس کے بازوؤں کے حلقے میں چلی آئی۔

نیچے سے آواز آنے پر شندی گرما گرم پراٹھے اور کڑھے دار گلاس میں ساگ لے آئی۔ تر و تازہ مکھن کا گولا ساگ کی سطح پر ابھرا ہوا تھا۔ ناشتے کے بعد شندی بڑی میٹھی آواز میں بولی "کرل! تمہاری واسکٹ کے دو بٹن غائب ہیں۔ کہاں کھو دیئے؟" وہ کچھ جواب بھی نہ دے پایا تھا کہ وہ پھر بولی "لاٹھیوں کی لڑائی میں اڑ گئے ہوں گے۔ لاؤ میں دو بٹن ٹانک دوں۔" یہ کہتے کہتے شندی نے اپنی کمر سے بندھی ہوئی انگلیوں میں سوئی دھاگہ سنبھالا۔

کرل سنگھ نے کہا "لیکن شندی! ان کے ساتھ کے بٹن کہاں ملیں گے؟ میں شہر سے نئے بٹن لاؤں تو پھر لگا دینا۔ یہ بٹن بہت ہی بڑھیا سیپ کے ہیں۔ ذرا غور سے دیکھو انہیں۔۔۔"

اس پر شندی نے مٹھی کھولی اور اس کی گلابی ہتھیلی پر دو بٹن چمک رہے تھے۔ ملے بھر کو کرل سناٹے میں آ گیا۔ وہ دونوں بٹن ان ہی بٹنوں کے ساتھ کے تھے جو اس کی واسکٹ پر چمک رہے تھے۔ کرل نے متذبذب شکل کر کے تعلق قائم کرتے ہوئے پوچھا! "ارے! یہ تمہیں کہاں سے ملے؟"

شندی کی آنکھیں بٹنوں پر ٹکی ہوئی تھیں گلابی رخسار، سرخ ہونٹ، سفید دانت جگمگا رہے تھے، وہ انتہائی سنجیدگی سے بولی۔ "یہ دونوں بٹن اسی نم مٹی میں پڑے ملے تھے جسے کھود کر گہنے اور روپوں کی تھیلی نکالی گئی تھی۔ مگر تم چنتا نہ کرو۔ باپو کی آنکھیں بہت کمزور ہیں۔ ان بٹنوں پر سب سے پہلے میری ہی نظر پڑی تھی۔"

شاد کباب نہ ویکھے تے کی ویکھیا؟
حلال گوشت سے تیار شدہ گرما گرم ذائقہ دار
لذیذ کباب۔ چکن تکہ اور
کڑاہی گوشت | پلاؤ | بریانی
اس کے علاوہ نفیس مٹھائیاں
MANZIL RESTAURANT
Sweets & Snacks
1431 GERRARD ST. EAST TORONTO, ONT.
Tel. 466-5824
KHALID BUKHARI & BROTHERS

fortnightly
al-Hilal
Vol.11 No.16 50 ¢
November 10, 1982
Phone: 424-1989, 493-4374

338 Hollyberry Trail
Willowdale, Ont.
Canada M2H 2P6

Editor: Sajjad Hyder
Managing Director: M. Lateef Owaisi

بھارت اور پاکستان کے درمیان خوشگوار تعلقات کی راہ ہموار کردی گئی ہے جنرل ضیا کا اعلان

پاکستان و بھارت کا مشترکہ کمیشن قائم کرنے کا فیصلہ

کمیشن کے اجلاس میں عدم جارحیت کے معاہدے اور دوستی و تعاون کے سمجھوتے کے مسودوں پر غور کیا جائے گا

دہلی میں صدر جنرل ضیاء الحق کا شاندار استقبال کیا گیا

اندرا گاندھی کے ساتھ ایک گھنٹہ مذاکرات

مسئلہ کشمیر کے بارے میں بات چیت کا دونوں ملکوں کے ترجمانوں کو علم نہیں

[illegible]

ہمیں مسئلہ کشمیر پر کوئی خفیہ سمجھوتہ منظور نہیں ہوگا: ارشد چوہدری

حکومت وکلاء کے مطالبات تسلیم کرے، بیگم بھٹو کا مسئلہ انسانی ہے

[illegible]

لندن میں بھارتی ہائی کمیشن کے سامنے پیپلز پارٹی کے مفروروں کی بیویوں اور بیٹیوں کا مظاہرہ
مظاہرے کا مقصد بیگم نصرت بھٹو کے بیرون ملک "علاج" کے لئے اندرا گاندھی سے مدد طلب کرنا ہے؟

پاکستان میں عدلیہ کا نظام اسلامی ہے

لاہور ہائیکورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس جاوید اقبال کا بیان

[illegible]

بیرون وطن پاکستانیوں کا ترجمان

پندرہ روزہ

الہلال

ٹورانٹو کینیڈا

سالانہ زرِ خریداری برائے الہلال : ۱۷ ڈالر
سالانہ زرِ خریداری برائے کریسنٹ : ۱۷ ڈالر
سالانہ زرِ خریداری برائے "الہلال و کریسنٹ" : ۲۸ ڈالر

کوپن خریداری

Name ....
Address ....
....
....
Postal Code .... Telephone ....

زرِ خریداری کا چیک "کریسنٹ" کے نام لکھئے اور پتہ ذیل پر بھیجیے
338 Hollyberry Trail, Willowdale, Toronto, Ontario
Canada M2H 2P6 Phone: (416)424-1989/493-4374
اگر آپ اسلامی تحریک کا بین الاقوامی ترجمان "کریسنٹ" (انگریزی) بطور نمونہ حاصل کرنا چاہیں تو یہاں نشان لگا دیجیے۔ ☐

عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کرنے پر تیار ہوگئے

اسرائیل عربوں کے مقبوضہ علاقے خالی کردے تو اسے تسلیم کرلیا جائے گا، مراکش کے شاہ حسن کا اعلان

[illegible]

ایران میں ایک بار پھر عام انتخابات ہوں گے

اس مرتبہ منتخب ہونے والی مجلس آیت اللہ خمینی کے جانشین کا انتخاب کرے گی

[illegible]